# سب کا فرض ہے کہ
# وہ درس القرآن میں شامل ہوا کریں

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# سب کا فرض ہے کہ وہ درس القرآن میں شامل ہؤا کریں

(فرمودہ 23 جون 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"آپ لوگ جو اس وقت یہاں دُعا کے لئے جمع ہوئے ہیں تو کسی ایسی دُعا کے لئے جمع نہیں ہوئے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ملتا ہو یا سُنت سے ملتا ہو یا احادیث سے ملتا ہو بلکہ ایک ایسی دُعا کے لئے جمع ہوئے ہیں جو ہم میں صرف رسماً پیدا ہو گئی ہے یعنی قرآن کریم کے درس کے اختتام پر کی جانے والی دُعا۔ جس دُعا کا ہمیں قرآن کریم اور احادیث سے پتہ لگتا ہے وہ دُعا وہ ہے جو تہجد کے وقت کی جاتی ہے یا ایک روزہ دار سحری کھانے سے پہلے کرتا ہے۔ ہماری یہ دُعا بالکل ایسی ہی ہے جیسے پُرانے مسلمانوں کی رسم تراویح تھی اُنہوں نے تراویح کو اختیار کر لیا اور تہجد کو چھوڑ دیا۔ تم نے بھی رمضان کے ایک دن جمع ہو کر دُعا کرنا اختیار کر لیا اور رمضان کی تیس دنوں کی دُعا کو چھوڑ دیا۔ گویا اُنہوں نے بھی جادو اور ٹونے کا راستہ نکال لیا اور تم بھی جادو اور ٹونہ کا رستہ نکال رہے ہو۔ اگر یہ دُعا زائد ہوتی تو پھر یہ ایک عمدہ چیز تھی جیسے فرض خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں، سُنتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا لیں، نفل ہر انسان جتنا دل چاہتا ہے پڑھ لیتا ہے۔ جب سُنتیں فرض کے ساتھ ادا ہوتی ہیں تو وہ نیکی کو زیادہ کرتی ہیں۔ جب نفل سُنتوں کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں تو نیکی کو زیادہ کرتے ہیں لیکن فرض کو چھوڑ کر سُنتیں ادا کرنا یا سُنتوں کو چھوڑ کر نفل ادا کرنا انسان کو گنہگار بناتا ہے۔ اس وقت جتنے لوگ یہاں جمع ہیں اگر اتنے ہی لوگ ہر روز درس کے لئے آیا کرتے تھے تو ان کا آج کا آنا ان کے

ثواب کو بڑھانے والا ہے لیکن اگر آج کا اجتماع روزانہ کے اجتماع کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ اگر جتنے لوگ اب جمع ہوئے ہیں ان کا بیسواں حصہ بھی روزانہ درس میں جمع نہیں ہوتے تھے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تم نے بھی ایک رسم کو اختیار کر لیا ہے جیسے دوسرے لوگوں نے تراویح کو تہجد کا قائمقام بنا لیا۔ آخر کیا فائدہ ہے اس دُعا کا اور کیا نتیجہ ہے جو ایسی دُعا سے نکل سکتا ہے۔ آخر ہمارا خدا کوئی بھولا بھالا بچہ تو نہیں۔ تم ایک بچہ کو بعض دفعہ پیسہ دے کر کہتے ہو کہ یہ روپیہ ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ تم بعض دفعہ اپنی خالی انگلیاں اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے ہو اور کہتے ہو یہ مٹھائی ہے تو وہ ہنس دیتا ہے۔ کیا اسی طرح تم بھی یہ خیال کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہارے اس دھوکا میں آجائے گا تم اسے پیسہ دے کر کہو گے کہ یہ روپیہ ہے اور وہ دھوکا کھا جائے گا۔ تم اس کے ہاتھ میں خالی انگلیاں رکھ دو گے اور کہو گے یہ مٹھائی ہے تو وہ ہنس دے گا۔ آخر یہ قرآن کریم کے کس پارہ اور کس سورۃ میں آتا ہے کہ رمضان میں قرآن کریم کے ختم ہونے پر سب مل کر دُعا کرو تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ یا کونسی حدیث میں یہ ذکر آتا ہے کہ آخری روزہ کو عصر کے وقت دُعا کرو تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔ صحاح ستّہ تو کیا کسی کمزور سے کمزور روایت میں بھی اس دُعا کا ذکر نہیں۔ حدیثوں میں یہ تو آتا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں جو دُعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے،[1] حدیثوں میں یہ تو آتا ہے کہ رمضان میں لیلۃ القدر آتی ہے اس رات جو دُعا کی جائے وہ قبول کی جاتی ہے۔[2] اسی طرح قرآن کریم میں یہ تو آتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں خصوصاً لیلۃ القدر میں دُعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن مَیں نے نہ قرآن میں، نہ حدیث میں اور نہ اسلام میں کسی اور جگہ یہ دیکھا ہے کہ رمضان کے آخری دن تم اکٹھے ہو جایا کرو تو اس دن تم جو دُعا کرو گے وہ قبول ہو جائے گی۔ مَیں خود درس دیا کرتا تھا تو آخر میں دُعا بھی کر لیا کرتا تھا کیونکہ اُس وقت میرا دُعا کرنا رسم نہیں تھا لیکن اب جبکہ مَیں درس نہیں دیتا جب مجھے دُعا کے لئے بُلایا جاتا ہے تو میری طبیعت پر سخت گراں گزرتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ دُعا محض ایک رسم کے اختیار کر لی گئی ہے۔ جو لوگ درس دیتے رہے ہیں یا جو روزانہ درس سُنتے رہے ہیں وہ تو کچھ نہ کچھ

حق بھی رکھتے تھے کہ دُعا میں حصّہ لیں لیکن وہ لوگ جو آج سینکڑوں کی تعداد میں آئے ہوئے ہیں وہ یقیناً ایک رسم کے ماتحت آئے ہیں۔ جس شخص نے درس دیا ہے یا جن لوگوں نے روزانہ درس سُنا ہے ان کے لئے تو دُعا کا موقع ہے لیکن باقی لوگوں کے لئے یہ محض ایک رسم ہے دُعا کا کوئی موقع نہیں اور رسم پر چلنا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔

اگرچہ وقت کم ہے اور لوگوں نے روزہ افطار کرنا ہے اس لحاظ سے ضروری ہے کہ دس بارہ منٹ روزہ افطار ہونے سے قبل دعا کر دی جائے لیکن تاہم مَیں نے اس کے متعلق کچھ بیان کرنا مناسب سمجھا۔ میری طبیعت پر ہمیشہ گرانی سی رہتی ہے اور مَیں چَٹّی سمجھ کر دُعا کے لئے آتا رہا ہوں کیونکہ مَیں ابھی تک اس اجتماع کی حکمت کو نہیں سمجھ سکا۔ نہ قرآن کریم کی کوئی آیت مجھے اس کی تصدیق میں ملی ہے اور نہ کوئی حدیث مجھے اس کی تصدیق میں ملی ہے۔ ہاں جنہوں نے قرآن کریم پڑھایا ہے یا قرآن کریم کا درس سُنا ہے ان کی دُعا تبرکاً قبول ہو سکتی ہے۔ یوں پڑھنے والے گھروں پر قرآن پڑھتے ہی ہیں مثلاً ہم نے بھی قرآن کریم ختم کئے ہیں۔ چنانچہ ہمیشہ مَیں نے دیکھا ہے کہ رمضان میں پانچ سات بلکہ آٹھ نو دفعہ قرآن کریم ختم ہو جاتا ہے۔ اس دفعہ بھی بیماری اور ضُعف کے باوجود میں نے پانچ دفعہ قرآن کریم ختم کیا ہے اور مجھے حق ہے کہ اس موقع پر مَیں دُعا کروں لیکن اس مجلس میں نہیں کیونکہ مَیں نے اس مجلس میں قرآن کریم نہیں سُنا۔ مَیں نے گھر میں قرآن کریم پڑھا ہے اور گھر میں دُعائیں بھی کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں قبول بھی فرماتا ہے لیکن تم میں بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جنہوں نے نہ تو روزہ رکھنے کی کوشش کی اور نہ یہاں آکر قرآن کریم سُننے کی کوشش کی۔ خود تو ان میں یہ قابلیت نہیں تھی کہ وہ قرآن کریم سمجھ سکتے ان کے لئے موقع تھا کہ وہ یہاں آتے اور قرآن کریم سُنتے لیکن وہ یہاں نہیں آئے۔ جو میرے پاس رپورٹیں آتی رہی ہیں ان میں یہی لکھا ہوتا تھا کہ دو تین سو آدمی درس سننے کے لئے آتے ہیں لیکن اس وقت دو تین ہزار کا مجمع ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہر دس میں سے نو آدمی یہاں کیوں آئے ہیں اور آخر اُنہوں نے کیا کام کیا ہے کہ آج خدا تعالیٰ اُن کی دُعا سُنے۔ ہاں جنہوں نے قرآن کریم سُنا ہے

وہ اگر کہیں کہ اے خدا! ہم نے تیرے نشانات دیکھے، تیری آیات پڑھیں، تیرا کلام سُنا۔ اب ہم قرآن کریم ختم کرنے لگے ہیں، اے خدا! تو ایک اور نشان ہمارے لئے دکھا جس سے ہمارے ایمان تازہ ہوں تو یہ معقول بات ہو گی۔ جس شخص نے قرآن سُنایا ہے وہ اگر کہے کہ اے اللہ! مَیں سُنی سنائی باتیں سُناتا رہا ہوں تُو اب ایک زندہ نشان میرے لئے بھی ظاہر فرما تو یہ معقول بات ہو گی لیکن جو درس میں آتا ہی نہیں رہا وہ کیا کہے گا؟ کیا وہ یہ کہے گا کہ اے خدا! سارا مہینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات سُنائے جاتے رہے، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے نشانات سُنائے جاتے رہے لیکن مَیں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ آج اور لوگ آئے ہیں تو مَیں بھی آگیا ہوں تُو میری دُعا بھی سُن لے۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ ایسے شخص کی دُعا قبول ہو سکتی ہے؟ یہ تو ویسا ہی لطیفہ ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک زمیندار تھا جس نے ابھی شہر نہیں دیکھا تھا۔ اس کی بیوی اسے روز کہتی کہ مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہوتی ہے جب لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ تیرے خاوند نے ابھی شہر بھی نہیں دیکھا۔ پانچ میل پر تو شہر ہے کسی دن جا اور جا کر شہر دیکھ آ۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تُو ہر روز مجھے طعنے دیتی رہتی ہے کہ تُو نے ابھی تک شہر نہیں دیکھا تُو مجھے آٹا گوندھ دے مَیں شہر دیکھ آتا ہوں۔ بیوی نے آٹا گوندھ کر دے دیا اور وہ شہر کو چل پڑا۔ چادر اس نے کندھے پر ڈال لی اور بازار میں پھرتا رہا۔ دیہات میں اگر کوئی آئے تو وہ کسی گھر میں چلا جاتا ہے اور گھر والوں سے کہتا ہے میری روٹی بھی پکا دو اور وہ اسے روٹی پکا دیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں آٹے کی کیا ضرورت ہے روٹی ہم نے پکائی ہی ہے تم یہاں آکر روٹی کھا لینا لیکن شہروں میں یہ رواج نہیں ہوتا وہاں تو نفسا نفسی ہوتی ہے۔ وہ زمیندار کسی گھر میں گھُسا اور کہا آٹا لے لو اور میری روٹی پکا دو۔ گھر والوں نے کہا نکلو باہر تم ہمارے مکان میں کیوں گھُسے ہو۔ وہ دوسرے گھر گیا تو وہاں سے بھی یہی جواب ملا، تیسرے گھر گیا تو وہاں بھی یہی سلوک ہؤا، یہاں تک کہ وہ تھک گیا اور عصر کا وقت آگیا کسی نے اسے روٹی پکا کر نہ دی۔ وہ اب ایک جگہ حیران ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پاس ہی ایک حلوائی پوریاں تل رہا تھا۔ اس نے

حلوائی سے دریافت کیا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا میں لچیاں تَل رہا ہوں۔ زمیندار نے دیکھا کہ وہ نہایت چھوٹے چھوٹے پیڑوں کی ٹکیاں بنا کر تَل رہا ہے اور انہیں لُچیاں کہتا ہے۔ اس نے آٹا کی گرہ کھولی جو چادر کے ایک طرف باندھا ہؤا تھا اور آٹے کا ایک بڑا سا پیڑا بنا کر زور سے کڑاہی میں دے مارا اور کہا میرا بھی لُچ تل دے۔ حلوائی کا گھی کڑاہی سے باہر جا پڑا اور وہ شور مچانے لگ گیا۔ تمہاری دُعا بھی ایسی ہی ہے۔ کچھ تو سارا ماہ لُچیاں تلتے رہے یعنی درس دیتے رہے۔ کچھ لُچیاں خریدتے رہے یعنی درس سُنتے رہے لیکن جب آخری دن آیا تو تم نے بھی اپنا آٹا کڑاہی میں دے مارا کہ میرا بھی لُچ تَل دو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ ایسی حالت میں تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔ یہی ہو گا کہ تمہیں جیل خانہ بھیج دیا جائے گا۔

غرض رسموں کا طریق مردہ قوموں کا طریق ہوتا ہے ہمارا طریق نہیں۔ اگر تمہارے اندر جرأت ہوتی تو جیسے تم پہلے نہیں آئے آج بھی نہ آتے۔ اگر تیس دن گناہ میں تم نے اپنے آپ کو منافق نہیں بنایا تو آج تم اپنے آپ کو کیوں منافق بناتے ہو۔ آج بھی تم میں جرأت ہونی چاہیئے تھی کہ اگر سارا ماہ تم نہیں آئے تو آج بھی تم یہاں نہ آتے۔ اگر تم ایسا کرتے تو یہ بات تمہارے لئے زیادہ نیکی کا موجب ہوتی۔ اگر تم ایسا کرتے تو اگلے سال تمہیں خیال آتا کہ میں بھی درس میں جاؤں تا دُعا میں شریک ہو سکوں۔ اگر تم چھ دن مسجد میں نہیں آتے لیکن جمعہ کے دن آجاتے ہو تو ہم کہیں گے تم نے ایک دن تو نیکی کر لی ہے کیونکہ اس کا حکم قرآن کریم میں ہے لیکن اس دُعا کا حکم قرآن کریم میں نہیں، اس دُعا کا حکم حدیث میں نہیں۔ یہ دُعا تبھی دُعا کہلا سکتی ہے جب تم تیس دن قرآن کریم سُنتے، پڑھتے اور پھر خدا تعالیٰ سے اپنے لئے رحم طلب کرتے۔ اگر تم ایسا کرتے تو تمہاری یہ بات طبعی ہوتی۔ اگر تم روٹی پکاتے ہو تو تمہارا حق ہے کہ تم روٹی کھاؤ لیکن یہ نہیں کہ تم روٹی تو نہ پکاؤ لیکن اپنے ہمسائے کی روٹی لے کر کھالو۔ اگر تم روٹی پکاتے تو تمہارا حق تھا کہ آج آتے اور روٹی کھاتے لیکن یہ نہیں کہ آٹا کسی نے گوندھا، روٹی تو کسی نے پکائی اور روٹی کھانے کے لئے تم آجاؤ یعنی درس کسی نے دیا، گلا کسی نے بٹھایا،

سُنا کسی نے لیکن آج جب قرآن کریم ختم کرنے کا وقت آیا تو تم بھی آگئے کہ ہماری دُعا قبول ہو جائے۔ آج ہر دس آدمیوں میں سے نو آدمی ایسے ہیں جو دوسرے کا مال کھانے کے لئے آگئے ہیں اُنہوں نے سارا ماہ دُعا نہیں کی لیکن آج یہاں آگئے ہیں تا دُعا میں شریک ہو جائیں لیکن ہمارا خدا دھوکا میں نہیں آتا ممکن ہے کوئی دل آج اپنے فعل پر افسردہ ہو، شرمندہ ہو اور پھر یہاں آ گیا ہو تو خدا تعالیٰ اس کی دُعا سُن لے کیونکہ ہمارا خُدا رحیم و کریم ہے لیکن جو لوگ آج رسماً یہاں آگئے ہیں خدا تعالیٰ ان کی دُعائیں نہیں سُنے گا کیونکہ یہ دُعا نہیں بلکہ محض ایک تمسخر ہے۔ باقی وہ جن کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف تھا اور اُنہوں نے سارا ماہ قرآن کریم سُنا، قرآن پڑھا اور روزے رکھے ان کے لئے بے شک یہ دُعا کا موقع ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا! رمضان جا رہا ہے، برکت کی گھڑیاں جو تُو نے ہمیں دی تھیں وہ اب جا رہی ہیں۔ لگے ہاتھوں اب میری دُعا بھی سُن لے۔

صرف ایسے ہی لوگوں کو مَیں کہتا ہوں کہ ہمارا خدا نہ تو ہمارے آنسوؤں کا محتاج ہے نہ وہ ہمارے گڑ گڑانے کا محتاج ہے اور نہ وہ ہماری کسی اور حرکت کا محتاج ہے۔ وہ صرف ایک گداز دل کی آہ سُننے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ مومن کا دل دیکھتا ہے اور اس کے دل کے درد کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہے۔ بچہ جب سوتے سوتے رات کو درد کے ساتھ کراہتا ہے تو ماں اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتی کہ بچہ چلّاتا ہے یا نہیں وہ اس کے رونے کا انتظار نہیں کرتی۔ سو دُکھ کی نکلی ہوئی آواز خدا تعالیٰ سُنتا ہے۔ اگر ہمیں دُکھ ہے تو تمہاری دُعائیں اسی طرح سُنی جائیں گی جس طرح تم سے پہلی جماعتوں کی دُعائیں سُنی گئیں اور خدا تعالیٰ تمہاری طرف اسی طرح دوڑے گا جس طرح وہ پہلے انبیاء کی جماعتوں کی طرف دَوڑا۔ پس مَیں ایسے دلوں سے کہتا ہوں کہ تم دُعائیں کرو۔ کسی لمبی دُعا کی ضرورت نہیں۔ درد سے نکلا ہؤا ایک فقرہ بھی خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتا ہے۔

تم دُعائیں کرو اُن مبلّغوں کے لئے جو دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ وہ صرف اپنا فرض ہی ادا نہیں کر رہے بلکہ تمہاری نمائندگی بھی کر رہے ہیں۔ دُعائیں کرو ان جماعتوں کے لئے جنہوں نے نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو دیکھا اور نہ آپ کے خلفاء کو دیکھا لیکن اسلام کی فتح کے لئے جو جنگ ہو رہی ہے اس میں وہ برابر کی شریک ہیں اور وہ ایمان بالغیب لے آئی ہیں۔ دُعائیں کرو ان لوگوں کے لئے جو اس مُلک کے رہنے والے ہیں کہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھے لیکن اُنہوں نے آنکھیں بند کر لیں خدا تعالیٰ انہیں آنکھیں دے اور ہدایت پانے کی توفیق دے۔ دُعائیں کرو ان فتنوں کے لئے جو احمدیت کے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ خدا جس کے "کُن" کہنے سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور فنا ہوتی ہے وہ ان فتنوں کو مٹا دے اور اپنا خاص نشان دکھائے۔ دُعائیں کرو اپنے لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دُعا کی توفیق دے۔ دُعائیں کرو ان مُردہ دلوں کے لئے جو تمہارے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں وہ ایمان کا جبّہ پہنے ہوئے ہیں لیکن در حقیقت وہ بھیڑیئے ہیں جنہوں نے بھیڑوں کی کھال پہنی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کرے اور انہیں صحیح ایمان بخشے۔ پھر دُعائیں کرو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے پارٹیشن کے موقع پر اپنے ایمان کو کھو دیا اور وہ چوری، بے ایمانی، بد دیانتی ، جھوٹ، فریب اور دوسری ناجائز حرکات کے مرتکب ہوئے کہ خدا تعالیٰ ان کو سمجھ دے، ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کو اس ذلیل حالت سے بچائے جو اُن کو دوزخ سے ورے نہیں رکھ سکتی۔ پھر دُعائیں کرو اپنے بیوی بچوں کے لئے، اپنے قریبیوں اور دوستوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس موقع پر یہاں حاضر نہیں ہو سکے لیکن اُنہوں نے دُعا کی تحریک کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر فضل کرے، سب کے کاموں میں برکت دے، ان کی مُشکلات اور تنگیاں دُور کرکے ان کے لئے فراخی کے سامان پیدا کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبانوں اور تحریروں میں برکت ڈالے اور لوگ زیادہ سے زیادہ احمدیت میں داخل ہوں مگر اس احمدیت میں نہیں جس کا نمونہ تم میں سے بعض پیش کر رہے ہیں بلکہ اُس احمدیت میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے"۔

(الفضل ربوہ 23 مارچ 1960ء)

---

1: بخاری کتاب الجُمُعَةِ باب السَّاعَةِ الَّتِيْ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ